فتاوٰی امام طاہر بن عبدالرشید بخاری میں ہے :

الاقتداء بشفعوی المذھب یجوز ان لم یکن متعصبا ویکون متوضأ من الخارج من غیر السبیلین ولا یتوضأ بماء الذی وقعت فیہ النجاسۃ وھو قد رقلتین[عــه] اھ ملخصا

شافعی المذہب کی اقتدا جائز ہے اگر وہ متعصب نہ ہو اور غیر سبیلین سے نجاست کے خروج پر وضو کرنے والا ہو اور اس تھوڑے پانی سے وضو نہ کرتا ہو جس میں نجاست گرگئی ہو اور وہ دو قلوں کی مقدار ہے اھ تلخیصاً (ت)

جامع الرموز میں ہے :

ھذا اذا علم بالاحتراز عن مواضع الخلاف فلو شك فی الاحتراز لم یجز الاقتداء مطلقا کما فی النظم فلا باس بہ اذا لم یشك فی ایمانہ ولم یتعصب ای لم یبغض للحنفی (وساق الکلام فی مسائل المراعاۃ فجمع واوعی ثم قال) الکل فی بحر الفتاوٰی[۲]

یہ اس وقت ہے جب وہ مقاماتِ اختلاف سے بچنے کا یقین رکھتا ہو اگر اس کے احتراز میں شک ہو تو پھر ہر حال میں اقتداء جائز نہیں، جیسا کہ نظم میں ہے پس اس وقت اس کی اقتدا میں کوئی حرج نہیں جب اس کے ایمان میں شک نہ ہو (یعنی انا مؤمن ان شاء اللہ نہ کہتا ہو) اور وہ متعصب نہ ہو یعنی حنفی کے ساتھ بغض نہ رکھتا ہو (اس کے بعد مقاماتِ رعایت پر گفتگو کرتے ہوئے مسائل کو اکٹھا کیا پھر فرمایا) یہ تمام بحر الفتاوٰی میں ہے۔ (ت)

شرح ملتقی الابحر میں ہے :

جواز اقتداء الحنفی بالشافعی اذا کان الامام یحتاط فی مواضع الخلاف[۳]

حنفی کا شافعی کی اقتدا کرنا اس وقت جائز ہے جب شافعی امام مقاماتِ اختلاف میں محتاط ہو۔ (ت)

عــه قلت الاولی تعبیر غیرہ کالخانیۃ بالقلیل ۱۲ منہ (م)

میں کہتا ہوں اس کے غیر کی تعبیر بہتر ہے جیسے کہ خانیہ نے "قلیل" کے ساتھ تعبیر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

---

[۱] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الصلوٰۃ الاقتداء باہل الہوا مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۱۴۹
[۲] جامع الرموز فصل یجہر الامام مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبدِ قاموس ایران ۱/۱۷۳
[۳] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب الوتر والنوافل مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۲۹

علامہ احمد مصری حاشیہ شرح نور الایضاح میں فرماتے ہیں :

صحۃ الاقتداء اذا کان یحتاط فی مواضع الاختلاف کأن یجدد الوضوء بخروج نحو دم وان یمسح ربع رأسہ وان یغسل ثوبہ من منی او یفرکہ اذا جف[1] الخ

صحت اقتدا شافعی کی اس پر موقوف ہے کہ وہ مواضع اختلاف میں محتاط ہو، مثلاً خون جیسی چیز کے خروج پر نیا وضو کرتا ہو اور سر کا مسح کرتا ہو، منی والے کپڑے کو دھوتا ہو یا خشک ہونے کی صورت میں اسے کھرچ دیتا ہو الخ (ت)

ردالمحتار میں ہے :

قال کثیر من المشائخ ان کان عادتہ مراعاۃ موضع الخلاف جاز والافلا ذکرہ السندی المتقدم ذکرہ ح قلت وھذا بناء علی ان العبرۃ لرأی المقتدی وھو الاصح[2] الخ

اکثر مشائخ نے فرمایا ہے کہ اگر شافعی امام کی عادت مقاماتِ اختلاف میں احتیاط کی (یعنی وضو و نماز میں مذہب حنفی کی رعایت کرتا ہو) تو پھر اس کی اقتداء جائز ورنہ نہیں۔ سندی نے اس کو ذکر کیا اس کا تذکرہ پیچھے بھی گزرا ہے ح۔ میں کہتا ہوں یہ اس بنا پر ہے کہ اس مسئلہ میں اعتبار مقتدی کی رائے کا ہے اور یہی اصح ہے الخ (ت)

اُسی میں ہے :

فی رسالۃ الاھتداء فی الاقتداء لمنلا علی القاری ذھب عامۃ مشائخنا الی الجواز اذا کان یحتاط فی موضع الخلاف والافلا[3]۔

ملّا علی قاری کے رسالہ "الاھتدا فی الاقتدا" میں ہے کہ اکثر مشائخ کی رائے یہی ہے کہ اگر امام شافعی مقاماتِ اختلاف میں محتاط ہے تو اقتداً جائز ورنہ نہیں۔ (ت)

اسی طرح اور کتب میں تصریح ہے :

بقی ان الشامی نقل عن القاری بعد قولہ المذکور المعنی انہ یجوز فی المراعی

رہا یہ معاملہ کہ شامی نے علی قاری سے اپنے مذکور قول کے بعد یہ نقل کیا ہے : اس کا معنیٰ یہ ہے کہ

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح باب الوتر مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۲۱۰

[2] ردالمحتار مطلب فی الاقتداء بشافعی ونحوہ الخ " مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۱۶

[3] " " " " " " " " " " " " "

بلا كراهة وفى غيره معها[1] اھ

اقول وهذا يخالف تصريح الهندية بعدم الصحة لكن لا يعكر علیّ لانی انما عبرت بعدم الجواز الشامل للفساد وكراهة التحريم فينطبق على تفسير القارى وتصريح الهندية جميعا، والذى يظهر لى وارجوان يكون هو الصواب ان شاء الله تعالٰى ان البطلان انما هو اذا علم عدم المراعاة فى خصوص الصلاة كما اختارہ العلامة السغناقى وجزم به وتر الدرو غيره والا فالصواب مع القارى فتصح لعدم العلم بالمفسد وتكرہ لكونه غير محتاط، وان حملت الصحة فى كلام الهندية على الجواز وان كان فيه بعد فيتوافق القولان، ومن الدليل على هذا الحمل ان صاحب الهندية ادخل كلام قاضى خان تحت مسئلة عدم الصحة وانما نص الخانية كما سمعت تعليق نفى البأس بتلك الشرائط فانما يفيد بمفهوم المخالفة وجود البأس عند

رعایت کرنے والے کے پیچھے بغیر کراہت جائز ہے اور رعایت نہ کرنے والے کے پیچھے بالکراہت اھ (ت)

اقول (میں کہتا ہوں) یہ فتاوٰی ہندیہ کی اس تصریح کے مخالف ہے جس میں انہوں نے عدمِ صحت کا ذکر کیا ہے، لیکن یہ بات مجھ پر لازم نہیں آتی کیونکہ میں نے اسے عدمِ جواز کے ساتھ تعبیر کیا ہے جو فساد اور کراہتِ تحریمی دونوں کو شامل ہے لہذا یہ علی قاری کی تفسیر اور ہندیہ کی تصریح دونوں کے موافق ہے اور جو چیز مجھ پر ظاہر ہُوئی ہے اور میں اُمید کرتا ہُوں ان شاء اللہ وہی صواب ہے وہ یہ ہے کہ نماز کا باطل ہونا اس صورت میں جب امام شافعی بالخصوص نماز میں رعایت نہ کرتا ہو (اس بات کا حنفی کو یقین ہو) جیسا کہ اس کو علامہ سغناقی نے اختیار کیا اور دُرر وغیرہ کے بیانِ وتر میں اس پر جزم کیا ہے ورنہ اگر علم نہ ہو کہ وہ رعایت کرتا ہے تو علی قاری کی رائے صواب ہے کہ نماز درست ہوگی کیونکہ مفسد کا علم نہیں البتہ مکروہ ہوگی، کیونکہ وہ محتاط نہیں، اور اگر ہندیہ کی عبارت میں صحت کو جواز پر محمول کرلیا جائے اگرچہ اس میں بُعد ہے تو دونوں اقوال میں موافقت ہوجائے گی، اس حمل پر ایک دلیل یہ ہے کہ صاحبِ ہندیہ نے کلام قاضی خاں کو مسئلہ عدمِ صحت کے تحت ذکر کیا ہے، اور خانیہ نے تصریح کی ہے جیسا کہ آپ سُن چکے کہ نفی حرج ان شرائط کے ساتھ معلق ہے اور یہ بات مفہوم مخالف کے طور پر اس

---

[1] ردالمحتار مطلب فی الاقتداء بشافعی ونحوہ الخ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۱۶

عدمها، ووجود البأس لایستلزم البطلان نعم ھو مساوق لعدم الجواز بمعنی عدم الحل المجامع لکراھۃ التحریم، ویؤید ذلك مانص علیہ العلامۃ الحلبی فی الغنیۃ الاختلاف انما ھو فی الکراھۃ والافعلی الجواز یعنی الصحۃ الاجماع۔

ثم لایذھبن عنك ان الکراھۃ ھھنا للتحریم اذھو الذی یصح تفسیر عدم الجواز بہ کما فعل القاری فافھم وتثبت ھذا ماظھرلی وقد بقی خبایا والعبد الضعیف حقق الکلام فی ھذا المرام فی فتاواہ الملقبۃ بالعطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ وباللہ التوفیق۔

بات کی مفید ہے کہ جب شرائط معدوم ہوں تو حرج لازم آئے گا اور وجودِ حرج بطلان کو مستلزم نہیں، ہاں وہ مساوی بنے گا عدمِ جواز بمعنی عدمِ حل کا جو کراہتِ تحریمی کو جامع ہے اور اس کی تائید علامہ حلبی کے ان الفاظ سے ہوتی ہے جو غنیہ میں ہیں کہ اختلاف کراہت میں ہے ورنہ جواز یعنی صحت پر اجماع ہے۔

پھر یہ بھی ذہن نشین رہنا چاہیے کہ یہاں کراہت تحریمی مراد ہے کیونکہ تفسیر عدمِ جواز کی اسی کے ساتھ درست ہوتی ہے جیسا کہ علی قاری نے کیا ہے، خوب سمجھ کر اس پر قائم رہو۔ یہ وہ تفصیل تھی جو مجھ پر واضح ہوئی اور ابھی کچھ گوشے رہ گئے ہیں بندۂ ضعیف نے اللہ کی توفیق سے اس مقصد پر اپنے فتاوٰی الملقب بہ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ میں تحقیق کی ہے۔ (ت)

سبحٰن اللہ جبکہ بے احتیاط شافعی کے پیچھے نماز جمہور ائمہ کے نزدیک ناجائز، تو ان مبتدعین تہورین کو اہلِ حق و ہدایت سے کیا نسبت ان کے پیچھے بدرجۂ اولٰی ناجائز و ممنوع تر ہونا چاہئے کما لایخفی۔

تنبیہ: خانیہ و خلاصہ و نہایہ و کفایہ و بحر الفتاوٰی و شرح نقایہ و ہندیہ کے نصوص سن چکے کہ متعصب شافعی کے پیچھے نماز جائز نہیں اور اس کی تفسیر گزری کہ متعصب وہ ہے جو حنفیہ سے بغض رکھتا ہو، اب غور کر لیجئے کہ غیر مقلدین کو نہ صرف حنفیہ بلکہ تمام مقلدین ائمۂ دین سے کس قدر بغض شدید و کین مدید ہے خصوصاً جو عنایت حضرات حنفیہ خصھم اللہ بالطاف الخفیہ کے ساتھ ہے بیان سے باہر تو ان روایات پر یہ جُدا اگانہ دلیل ہوئی ان کی اقتداء ناجائز ہونے کی،

لکن قال المحقق فی الفتح لا یخفی ان تعصبہ انما یوجب فسقہ[1] اھ

لیکن محقق نے فتح القدیر میں فرمایا یہ مخفی نہ رہے کہ اس کا متعصب ہونا فسق کا موجب و سبب ہے اھ

عہ **اقول** ایسے ہی شافعیہ یا مالکیہ یا حنبلیہ سے بغض رکھنے والا عندمن برأہ اللہ من التعصب کہ اہلِ حق سے بغض نہ رکھے گا مگر بدمذہب اور بدمذہب کے پیچھے نماز ممنوع ۱۲ منہ سلمہ (م)

[1] فتح القدیر باب صلوٰۃ الوتر مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۸۱